روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 2 مئی 2014ء ...... 1435 ہجری یکم ہجرت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 99

قاریوں کی کثرت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں قاریوں کی کثرت ہوگی اور فقہا کی قلت ہوگی اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج یعنی قتل وغارت بڑھ جائے گی۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے لوگ قرآن کریم تو پڑھیں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن سے جھگڑا کرے گا۔

(مستدرك حاكم، كتاب الفتن ولملاحم، باب التنا كح فی الطرق من علامات القيامةحديث نمبر8412)

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عثمانؓ کا ایک اور کارنامہ قرآن شریف کی حفاظت کی خاطر ایک قراءت قریش پر جمع وتدوین کر کے تمام اسلامی ممالک میں اس کی اشاعت عام کرنا ہے۔ اس کے نتیجہ میں قرآن شریف ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔ آپ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جنگ یمامہ میں حفاظ کے کثرت سے قتل ہونے کے بعد قرآن شریف کی متفرق تحریرات کو ایک جلد میں اکٹھا کروا دیا تھا۔ یہ مستند صحیفہ حضرت ابوبکرؓ کی اپنی تحویل میں رہا پھر حضرت عمرؓ کی حفاظت میں آیا ان کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت حفصہؓ نے مجموعہ سنبھالا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت حذیفہؓ بن الیمان ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں شام اور عراق کی جنگوں میں شرکت کا موقع مل چکا تھا۔ وہاں انہیں مختلف ممالک واقوام میں رائج قرآنی قراءتوں کے اختلاف سے اندیشہ ہوا کہ یہ سلسلہ بڑھ کر کوئی مشکلات پیدا نہ کرے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ یہود ونصاریٰ کا اپنی کتاب میں اختلاف سے جو انجام ہوا اس کی نوبت سے پہلے مسلم امہ کی فکر کرلیں اور قرآن شریف کو سات قراءتوں کی بجائے ایک قراءت پر رائج کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ سے اولین مستند قرآنی صحیفہ منگوایا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری، عبداللہؓ بن زبیر، سعیدؓ بن العاص، عبدالرحمانؓ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا اور انہوں نے اس کی نقول تیار کیں۔ حضرت عثمانؓ نے موخر الذکر تینوں قریش صحابہ سے کہا کہ جب تمہارا اور زید کا کسی آیت کی تلاوت یا قراءت میں اختلاف ہو تو قریش کی لغت کو ترجیح دیتے ہوئے قرآن تحریر کیا جائے کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں اترا ہے۔ چنانچہ ان اصحاب نے یہ کام کیا جب نقول تیار ہو گئیں تو پہلا نسخہ حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کو واپس بھجوا دیا اور نئے تیار شدہ نسخوں کی نقول مختلف ممالک میں بھجوا کر حکم دیا کہ اس کے علاوہ دیگر قراءتوں پر مشتمل کوئی نسخے ہوں تو وہ جلا دئے جائیں۔

(بخاری فضائل القرآن باب جمع القرآن)

اس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے قرآن شریف کی حفاظت کے سامان ہوگئے۔ آپؓ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ چنانچہ آج اسلام کے مخالف مستشرقین بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ نولڈکے کا قول ہے:

(ترجمہ) ممکن ہے کہ تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں (طرز تحریر کی) ہوں تو ہوں، لیکن جو قرآن عثمان نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اُس کا مضمون وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا۔ گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔ یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن)

حضرت مسیح موعود اپنی کتاب سرّ الخلافہ میں حضرت عثمانؓ کی شان میں فرماتے ہیں:

''ابوبکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ اصل صلاح وایمان تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ اور جو رحمان خدا کی عنایت سے خاص کئے گئے اور ان کی اعلیٰ صفات پر کئی صاحب عرفان لوگوں نے گواہی دی ہے۔ انہوں نے خدا کی رضا کی خاطر اپنے وطن ترک کئے اور جنگ کے میدانوں میں کود پڑے...... اور خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے شیخین اور تیسری اس ہستی کو جو ذوالنورین ہے اسلام کے دروازوں کی طرح بنایا ہے اور یہ خدائے خبیر کی فوج کے ہراول دستے ہیں...... اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی پیروی میں وہ ایک بلند مقام پر ہیں اور وہ اُمَّۃً وَّسَطاً کے مصداق ہیں اور وَاَیَّدَھُم بِرُوحٍ مِنہُ کہہ کر قرآن شریف میں رب العزت نے خود ان کی تعریف کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید ان کو حاصل ہے اور ان کے انوار صدق اور آثار طہارت روشن تر ہو کر ظاہر ہو گئے ہیں اور وہ ان راستبازوں میں سے تھے۔ جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے اور انہیں وہ کچھ عطا کیا گیا۔ جو عالمین میں سے اور کو بخشا نہیں گیا۔''

(سرالخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 326-327)

(بحوالہ: سیرت صحابہ رسولؐ صفحہ 98 از مکرم حافظ مظفر احمد صاحب)

اخوت واطاعت کا رشتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا جماعت پر احسان ہے کہ جماعت اور خلافت کا ایک ایسا رشتہ قائم کیا ہے جو دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ دراصل اُس تعلیم اور اُس عہدِ بیعت کا نتیجہ ہے جس پر کاربند ہونے کی حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو تلقین فرمائی تھی۔ اس محبت واخوت واطاعت کے رشتہ کو حضرت مسیح موعود نے اپنی شرائطِ بیعت میں ذکر فرمایا ہے اور یہی محبت اور اخوت اور اطاعت کا رشتہ پھر آگے آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ساتھ بھی جاری ہے۔''

(روزنامہ الفضل 10 دسمبر 2013ء)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

واقفین نو متوجہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 جنوری 2013ء کے خطبہ جمعہ میں واقفین نو کو خاص طور پر جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

'' دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں ان میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفین نو میں کافی زیادہ ہونی چاہئے ...... دعوت الی اللہ کا کام بہت وسیع کام ہے اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ (مربیان) سے ہی زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔ اس لئے واقفین نو کو زیادہ سے زیادہ یا واقفین نو کی زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔''

(روزنامہ الفضل 10 جولائی 2013ء)

واقفین نو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے پیش کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال و جواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 14 مارچ 2014ء

س: حضور انور نے گزشتہ خطبات کے حوالہ سے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! چند جمعہ پہلے تک عملی اصلاح کے طریقوں کے بارہ میں میں نے چند خطبات دیئے تھے جن میں یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس طرح پیش فرمایا اور معرفت اور محبت الٰہی کے کیا طریق بتائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے آپ نے کس طرح رہنمائی فرمائی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا تازہ کلام اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں جو معجزات و نشانات دکھائے ہیں وہ کس طرح پورے ہوئے۔

س: آج کے خطبہ کے مضمون کے ضمن میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! آج میں حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور ارشادات کے کچھ نمونے پیش کروں گا جس میں معرفت الٰہی کے بارہ میں آپ نے رہنمائی فرمائی ہے۔ صرف اس ضمن میں ہی آپ کی تحریرات پیش کی جائیں تو بیسیوں بلکہ اگر گہرائی میں جایا جائے تو سینکڑوں صفحات بھی اس بارہ میں مل جاتے ہیں تاہم جیسا کہ میں نے کہا کہ بطور نمونہ چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا جو اس بارہ میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں کہ معرفت الٰہی کیا ہے؟

س: انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کن چیزوں کا محتاج ہے؟

ج: انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اول بدی سے پرہیز کرنا دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ یہ دونوں قوتیں اس کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔

س: حضرت مسیح موعود نے روحانی آگ کے افروختہ ہونے کو کس چیز پر موقوف قرار دیا ہے؟

ج: روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے۔ معرفت الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہوسکتے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 62)

س: ایسا کون سا مذہب ہے جو ہر زمانے میں حقیقی معرفت پیدا کرسکتا ہے؟

ج: اس وقت دین حق ہی ہے جو خدا تعالیٰ کی حقیقی معرفت ہر زمانے میں پیدا کرسکتا ہے کیونکہ یہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا نبی بھی زندہ ہے جس کی تعلیم بھی زندہ ہے۔

س: حضرت مسیح موعود نے حقیقت (دین حق) کے حصول کا کیا ذریعہ بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا: ''علم اور معرفت کو خدا تعالیٰ نے حقیقت (دین حق) کے حصول کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اگرچہ حصول حقیقت (دین حق) کے وسائل اور بھی ہیں جیسے صوم و صلوٰۃ اور دعا اور تمام احکام الٰہی جو چھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن علم عظمت و وحدانیت ذات اور معرفت شیون و صفات جلالی و جمالی حضرت باری عز اسمہ وسیلۃ الوسائل اور سب کا موقوف علیہ ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 187)

س: حضرت مسیح موعود نے معرفت کی پرتوہ کس چیز کو قرار دیا ہے؟

ج: ''معرفت کی پرتوہ اسم رحمانیت سے ہے نہ کسی عمل سے نہ کسی دعا سے بلکہ بلاعلت فیضان سے صرف ایک موہبت ہے۔ یھدی من یشا ...... مگر پھر یہ معرفت اعمال صالحہ اور حسن ایمان کے شمول سے زیادہ ہوتی جاتی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 188)

س: حضرت مسیح موعود نے گناہ سے نجات اور خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا کیا ذریعہ بیان فرمایا؟

ج: ''اصل حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان نہ تو واقعی طور پر گناہ سے نجات پا سکتا ہے اور نہ سچے طور پر خدا سے محبت کرسکتا ہے اور نہ جیسا کہ حق ہے اس سے ڈر سکتا ہے جب تک کہ اسی کے فضل اور کرم سے اس کی معرفت حاصل نہ ہو اور اس سے طاقت نہ ملے۔''

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 221)

س: معرفت کس طرح حاصل ہوتی ہے نیز فضل اور معرفت کے تعلق میں کیا بیان ہوا ہے؟

ج: معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفس امارہ کے لئے گرد و غبار کو دور کر دیتا ہے اور روح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفسِ امّارہ کو امّارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے۔

س: معرفت کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے کیا بیان فرمایا ہے؟

ج: ''معرفت ایک ایسی شئے ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان ادنیٰ ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے۔ جیسے پِسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک اُن سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ خدا جو قادر مطلق اور علیم اور بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے، اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرأت کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 95، 96)

س: حضرت مسیح موعود نے گناہوں سے بچنے کے کیا طریق بیان کئے ہیں؟

ج: ''یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 559)

''گناہ سے بچنے کے لیے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی دعا بھی کرتے رہو۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 96)

س: حقیقی توبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فرمان درج کریں؟

ج: ''جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہنچ جاوے اور انسان محسوس کرلے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اس کی صفات سے واقفیت حاصل ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے اور یہی توبہ ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 465)

س: حضرت مسیح موعود نے کامل معرفت کے کیا نتائج بیان فرمائے ہیں؟

ج: ''ایمان کا قوی ہونا یا اعمال صالحہ کا بجا لانا اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق قدم اٹھانا یہ تمام باتیں معرفت کاملہ کا نتیجہ ہیں۔ جس دل کو خدا تعالیٰ کی معرفت میں سے کچھ حصہ نہیں ملا وہ دل ایمان قوی اور اعمال صالحہ سے بھی بے نصیب ہے معرفت سے ہی خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور معرفت سے ہی خدا تعالیٰ کی محبت دل میں جوش مارتی ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 307)

س: حضرت مسیح موعود نے سعادت مندی کا مدار کس چیز کو بیان فرمایا ہے؟

ج: ''تمام سعادت مندیوں کا مدار خدا شناسی پر ہے اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ خدا ہے۔ اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 3)

س: گناہوں کے سیلاب اور نفسانی جذبات سے بچنے کے متعلق حضرت مسیح موعود نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: '' جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون نجات نہیں دے سکتا اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کرسکتا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 3، 4)

س: خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانے والوں سے خدا تعالیٰ کیا سلوک فرماتا ہے؟

ج: ''خدا شناسی کی طرف قدم جلد اٹھانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا مزا اسے آتا ہے جو اسے شناخت کرے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اُٹھاتا اس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا ہی رہتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 494)

س: ہستی باری تعالیٰ پر ایمان کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود نے کیا بیان فرمایا؟

ج: ''بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں نماز بھی پڑھی روزے بھی رکھے صدقہ خیرات بھی دیا مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لیے کئے ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 494)

س: حضرت مسیح موعود نے حقیقی کامیابی کا کیا ذریعہ بیان فرمایا ہے؟

ج: ''خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلت سے دیکھتا ہے کہ ان کے دیکھنے کے لئے بھی اسے طبیعت پر ایک جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ کامیابی اسی میں ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 92)

س: سچی معرفت کی بابت حضرت مسیح موعود کا فرمان درج کریں؟

ج: سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213)

س: حضور انور نے خطبہ کے آخر پر کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! خدا تعالیٰ ایسی معرفت ہم میں پیدا فرمائے گویا ہم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اپنے ہر فعل کو خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے بجا لائیں۔

س: حضور انور نے جمعہ کی نماز کے بعد کس کی نماز جنازہ پڑھائی؟

ج: مکرم عبدالسبحان منان دین صاحب آف لندن جو عبدالمنان دین صاحب کے بیٹے تھے اور 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔

☆..........☆..........☆

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے نمبر 19

’’کلامِ محمود‘‘ اور محاورات

جب قابل صد احترام والدہ دہلی کی پروردہ ہوں اور عظیم الشان والد سلطان القلم ہوں اور خود ان کے بارہ میں پیشگوئی ہو کہ ’’وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘ تو پھر اس کی تحریر و تقریر، لاریب روزمرہ اور محاورہ کا شاہکار ہوگی اور الفاظ و معانی، فصاحت و بلاغت کے آئینہ دار ہوں گے۔ حضرت مصلح موعود، مرزا بشیر الدین محمود احمد کے کلام بلاغت نظام میں محاورات موتیوں کی طرح جڑے اور برجستہ گوئی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اگر ہم ’’کلام محمود‘‘ پر نظر ڈالیں تو ہم محاورات کی مرصع کاری، ادبی چاشنی کے ان گنت نقوش تابندہ دیکھتے ہیں۔ محاورات زبان کا زیور اور کلام کا حسن ہوتے ہیں۔ جو صاحب کلام کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ آج ہم ’’کلام محمود‘‘ سے کچھ محاورات کے استعمال کی عمدہ مثالیں دیکھتے ہیں۔

پر کوئی موقع لڑائی کا جو آ جاتا تھا
ہر کوئی صاف وہاں آنکھیں چُرا جاتا تھا

آنکھیں چرانا (چشم پوشی کرنا۔ کترانا)

سلطنت کچھ تو انہی باتوں سے بے جان ہوئی
کچھ لٹیروں نے غضب کر دیا آفت ڈھائی

آفت ڈھانا (ستم توڑنا۔ ظلم کرنا)

دیکھ کر تیرے نشانوں کو اے مہدیٔ وقت
آج انگشت بدنداں ہے سارا عالم

انگشت بدنداں ہونا (حیران ہونا)

کون دے دل کو تسلی ہر گھڑی
اب اڑے وقتوں میں آڑے آئے کون

آڑے آنا (مدد کرنا، سہارا دینا)

گلوں پر پڑ گئی کیا اوس دیدِ روئے جاناں سے
کوئی دیکھو تو کیسا شور برپا ہے عنادل میں

اوس پڑنا (شرمندہ ہونا۔ مرجھانا)

کیا نہیں آنکھوں میں اب کچھ بھی مروت باقی
مجھ مصیبت زدہ کو آنکھیں دکھانے والے

آنکھیں دکھانا (غصہ سے دیکھنا۔ ناراض ہونا)

یہ گنگا تو الٹی بہے جا رہی ہے
جو مسلم کی دولت تھی کافر نے کھائی

الٹی گنگا بہنا (خلاف دستور ہونا)

فیض پہنچانے کا ہے تو نے اٹھایا بیڑا
لوگ بھولے ہیں تیرے وقت میں نامِ حاتم

بیڑا اٹھانا (ذمہ داری لینا)

آسمانی جو شہادت ہے اسے پیش کرے
یونہی بیہودہ نہ بے پر کی اڑائے کوئی

بے پر کی اڑانا (افواہ اڑانا)

دعویٰ حسنِ بیاں ہیچ ہے میں تب جانوں
مجھ سے جو بات نہ بن آئے بنائے کوئی

بات بن آنا (کامیاب ہونا)

امیدِ کامیابی و شغل سرود و رقص
یہ بیل چڑھ سکے گی نہ ہرگز منڈھے تیری

بیل منڈھے چڑھنا (کامیاب ہونا۔ کام مکمل ہونا)

میں نے پوچھا جو ہو کیوں چپ تو تنک کر بولے
ہم بھرے بیٹھے ہیں جانے بھی دے کیا کرتا ہے

بھرے بیٹھے ہونا (غضبناک ہونا۔ غمناک ہونا)

امت احمد نے چھوڑی ہے صراط مستقیم
کیوں نہ گھبراؤں نہ کھاؤں دل میں پیچ و تاب کیوں

پیچ و تاب کھانا (بے قرار ہونا۔ دل ہی دل میں گھٹنا)

دل و جگر کے پرخچے اڑے ہوئے ہیں یاں
اگرچہ دیکھنے میں اپنا حالِ زار نہیں

پرخچے اڑنا (پرزے اڑنا۔ ٹکڑے ہونا)

جس ذات سے پالا پڑتا ہے
وہ دل کو دیکھنے والی ہے

پالا پڑنا (واسطہ پڑنا)

خطائیں کیں جفائیں کیں ہر اک ناکردنی کر لی
کیا سب کچھ مگر پیشانی پر ان کے نہ بل آیا

پیشانی پہ بل آنا (ناراض ہونا۔ غصہ میں آنا)

بے ہوش ابرہہ کو تہس نہس کر دے گی
اڑے گی فوج طیور اپنے آشیاں سے آج

تہس نہس کرنا (تباہ کرنا۔ برباد کرنا)

جلد آ جلد کہ ہوں لشکر اعداء میں پیارے
پڑ رہے ہیں مجھے اب جان کے لالے پیارے

جان کے لالے پڑنا (جان جانے کا خطرہ ہونا)

اے مرے فرہاد رکھ دے کاٹ کر کوہ و جبل
تیرا فرضِ اولیں لانا ہے جوئے شیر کا

جوئے شیر لانا (مشکل و ناممکن کام کرنا)

نام تیرا کر رہے ہیں ساری دنیا میں بلند
جان ہتھیلی پر دھرے سر پر کفن باندھے ہوئے

جاں ہتھیلی پر دھرنا (مرنے کے لئے تیار ہونا)

انہیں کے نام سے زندہ رہے گا نامِ وطن
گھروں سے نکلیں گے جو ہاتھ دھو کے جاں سے آج

جان سے ہاتھ دھونا (مرجانا)

جھوٹ کو چاروں شانے چت کر دیں
مومنوں کو وہ راست بازی بخش

چاروں شانے چت کرنا (شکست دینا، مات دینا)

کالجوں کے بھی ہیں شہروں میں کھلے دروازے
ہر جگہ ہوتے ہیں اب علم و ہنر کے چرچے

چرچا ہونا (شہرت ہونا۔ مشہور ہونا)

یوں اندھیری رات میں اے چاند تو چمکا نہ کر
حشر اک سیمیں بدن کی یاد میں برپا نہ کر

حشر برپا کرنا (قیامت ڈھانا۔ شور مچانا)

کلامِ پاک کی الفت کا ان کے دل میں گھر کر دے
نبی سے ہو محبت اور تعشق ان کو ہو تجھ سے

دل میں گھر کرنا (محبت بڑھنا)

کہیں موسیٰ کی طرح حشر میں بے ہوش نہ ہوں
لگ رہا ہے اسی عالم میں یہ دھڑکا ہم کو

دھڑکا لگنا (خوف ہونا۔ اندیشہ ہونا)

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
اب کسی پر تیرے بن پڑتی نہیں میری نظر

دم بھرنا (حمایت کرنا۔ محبت کرنا)

دنیائے دوں کو آگ لگاتے تو خوب تھا
کوچہ میں اس کے دھونی رماتے تو خوب تھا

دھونی رمانا (جوگیوں کی طرح ایک جگہ بیٹھ جانا)

دامنِ دل پھیلتا جاتا ہے بے حد و حساب
دھجیاں اس کی اڑا دے ہاں اڑا دے آج تو

دھجیاں اڑانا (ٹکڑے ٹکڑے کرنا)

وہ یار کیا جو یار کو دل سے اتار دے
وہ دل ہی کیا جو خوف سے میدان ہار دے

دل سے اتارنا (حقیر سمجھنا۔نظروں سے گرانا)

اے میرے مہربان خدا اک نگاہِ مہر
کانٹا جو میرے دل میں چبھا ہے نکال تو

دل میں کانٹا چبھنا (خلش ہونا)

اس عشق میں گلاب بھی اب خار ہو گئے
دل کے پھپھولے جل اٹھے انگار ہو گئے

دل کے پھپھولے جلنا (دل کے زخم تازہ ہونا)

بے کسی میں رہزنِ رنج و مصیبت آ پڑا
سب متاعِ صبر و طاقت ہوگئی زیر و زبر

زیروزبر ہونا (برباد ہونا۔انقلاب آجانا)

زخمِ دل ہو گئے ہرے میرے
ہر چمن سے میں اشکبار آیا

زخم ہرے ہونا (گزشتہ مصیبت یاد کر کے رنج تازہ ہونا)

سینہ سپر ہوا یہ مقابل پہ کفر کے
خطرہ ہی مال کا ہی کیا اور نہ جان کا

سینہ سپر ہونا (مقابلہ کرنا ڈٹ جانا)

نہیں بے چارگی و جبر کا دخل ان کی محفل میں
جو آیا ان کی محفل میں وہ چل کے سر کے بل آیا

سر کے بل چلنا (انتہائی خوشی سے کام کرنا)

ترے دشمن تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں گے
نہ ڈر ان سے کھڑا ہو سامنے تو ان کے جرأت سے

سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جانا (بے قرار ہو کر ہار کر بھاگنا)

سب جو آپس میں یوں ہو رہے شِیر و شکر
اس لئے ہے کہ نظر سب پہ ہے ان کی یکسر

شیر وشکر ہونا (گھل مل جانا۔بہت مانوس ہونا)

ڈالتا جا نظرِ مہر بھی اس غمگیں پر
نظرِ قہر سے مٹی میں ملانے والے

مٹی میں ملانا (برباد کر دینا۔مار دینا)

طوطے اڑ جائیں گے ہاتھوں کے تمہارے غافلو
اس خدائے مقتدر کے چہرہ دکھلانے کے دن

ہاتھوں کے طوطے اڑ جانا (بدحواس ہونا۔بے خبر ہو جانا)

جلد کر توبہ کہ پچھتانا بھی ہوگا پھر فضول
ہاتھ سے جاتے رہیں گے جب کہ پچھتانے کے دن

ہاتھ سے جاتے رہنا (بس میں نہ رہنا۔قابو سے باہر ہونا)

ہوا زمانے کی جب بھی کبھی بگڑتی ہے
مری نگاہ تو بس جا کے تجھ پہ پڑتی ہے

ہوا بگڑنا (زمانہ کا ناموافق ہونا)

شذرات۔اخبارات کے مفید اقتباسات

قائداعظم کا تصور پاکستان

ڈاکٹر صفدر محمود اپنے کالم صبح بخیر میں زیر عنوان قائداعظم کیا چاہتے تھے؟ میں لکھتے ہیں۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ قائداعظم ہرگز کوئی مذہبی شخصیت نہیں تھے اور نہ ہی وہ پاکستان کو مذہبی ریاست بنانا چاہتے تھے اور نہ ہی وہ تھیوکریسی کا تصور اسلام میں موجود ہے۔ان کا تصور پاکستان ایک ماڈرن جمہوری ریاست کا تھا جس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہو یعنی جس میں نہ ہی صرف غیر اسلامی قوانین اور رسومات کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کے آئین ، قانون اور ڈھانچے کی بنیاد بھی اسلامی اصولوں کی روح کی عکاسی کرے۔کامن سینس کی بات ہے کہ جس ملک کی بہت بڑی اکثریت مسلمان ہو وہاں غیر اسلامی قوانین بن ہی نہیں سکتے۔اسلام کی عین روح کے مطابق قائداعظم مذہبی فرقہ واریت اور مذہبی تشدد کے خلاف تھے اور وہ تحمل، برداشت (Tolerance) اور سماجی یگانگت پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ موجودہ مذہبی منافرت،فرقہ واریت اور مذہبی تشدد (Militancy) اس تصور پاکستان کی نفی کرتا ہے جو قائداعظم نے پیش کیا تھا اور جس کی حمایت مسلمانان ہندو پاکستان نے کی تھی۔ یہ سب کچھ ہماری اپنی حکومتوں کی بے بصیرت پالیسیوں اور حکمرانوں کی فکری گمراہی کا نتیجہ ہے جس کے ڈانڈے تحریک پاکستان سے ملانا بہت بڑی بے انصافی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 13 ستمبر 2013ء)

مذہبی رواداری

محمد اظہار الحق اپنے کالم تلخ نوائی میں بعنوان ''سرزمین کی مٹی چاندنی اور ہوا کے غدار'' میں لکھتے ہیں۔

پاکستانی بچوں، پاکستانی بوڑھوں، پاکستانی نوجوانوں اور پاکستانی خواتین کے ساتھ جو کچھ پشاور کے چرچ میں ہوا، وہ المناک ہے اور دردناک، لیکن غیر متوقع نہیں ! آپ جَو بو کر گندم نہیں کاٹ سکتے!

عیسائی ؟ ہندو؟ سکھ؟ اللہ کے بندو! جس ملک میں آٹھ سال تک مدرسوں کے معصوم بچوں کو کسی دوسرے مکتب فکر کے لوگوں سے نہ ملنے دیا جاتا ہے نہ وہ اخبار، رسالے اور ٹیلی ویژن کے نزدیک جا سکتے ہیں، جہاں انہیں آٹھ سال مسلسل ایک ہی بات بتائی جاتی ہے کہ صرف تمہارا مسلک اصل اسلام ہے۔جس ملک میں بات بات پر مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ تم کافر ہو گئے ہو، کلمہ پڑھ کر دوبارہ مسلمان بنو اور نکاح از سر نو پڑھواؤ، وہاں غیر مسلموں کو کون برداشت کرے گا؟ انٹرنیٹ اور فیس بک پر وہ ویڈیو لاکھوں لوگ دیکھ چکے ہیں جس میں کراچی کے ایک سیاسی مولانا جو اب لاہور میں مقیم ہیں اور جنہیں کبھی مسکراتے نہیں دیکھا گیا انٹرویو لینے والے سے کہتے ہیں کہ تم از سرنو کلمہ پڑھو۔ساتھ ہی موصوف کا اصرار یہ تھا کہ اگر کسی بے بس خاتون سے زیادتی کی گئی ہے تو اسے چاہئے کہ خاموش رہے۔ ٹیلی ویژن چینلوں پر آنے والے چند مذہبی رہنماؤں کی بات الگ ہے۔ مدارس میں پڑھنے پڑھانے والے ہزاروں اساتذہ اور لاکھوں طلبہ کا سروے کر کے دیکھ لیا جائے۔ان کی اکثریت کے نزدیک غیر مسلموں کا قتل جائز ہے،انہیں اس ملک میں رہنے کا حق ہے نہ ملازمتیں کرنے کا! سینئر صحافی مجیب الرحمٰن شامی نے حالات کے بگاڑ کا دلچسپ جائزہ پیش کیا ہے۔ قادیانی وزیر خارجہ ظفراللہ خان نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور الگ جا کھڑے ہوئے......ظفراللہ خان کو کسی نے کنکر تک نہ مارا۔ اس زمانے میں سیکورٹی برائے نام ہوتی تھی۔کسی نے انہیں قتل نہ کیا۔ وہ اس کے بعد بھی وزیر خارجہ کے منصب پر فائز رہے۔آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ واقعہ آج کے پاکستان میں پیش آتا تو کیا اسی طرح ہوتا؟ نہیں! بالکل نہیں! ظفراللہ خان کو چند دنوں کے اندر اندر قتل کر دیا جاتا اس وقت بھی ظفراللہ کے قادیانی اور کافر ہونے میں کسی کو شبہ نہ تھا۔مولانا شبیر احمد عثمانی جیسے جید عالم دین نے قائداعظم کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔انہوں نے بھی اس کے قتل کا کوئی فتویٰ جاری کیا نہ ہی ملک میں احتجاجی جلسے ہوئے۔ختم نبوت کا عقیدہ اس وقت بھی ہر مسلمان کے لئے حرز جاں تھا۔

(روزنامہ دنیا فیصل آباد 24 ستمبر 2013ء)

بلیک ہول

جاوید قاضی اپنے کالم اظہار خیال میں زیر عنوان بلیک ہول میں لکھتے ہیں۔

دنیا میں ریاستیں ماڈرن سے ماڈرن ہوتی جا رہی ہیں۔اس کا پھل بھی وہ اپنے لوگوں کو مفت تعلیم ومفت صحت کے روپ میں دے رہی ہیں۔عورتوں کو پیداواری عمل کا حصہ بناتے ہوئے مجموعی پیداوار بھی بڑھائی جا رہی ہیں اور ایک ہم ہیں جو سیکیورٹی ریاست کے فلسفے سے باہر نہیں نکلے۔ اب یہ تو گڑے مردے اکھاڑنے کے برابر ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ یہ ہمارا بویا ہوا ہے جو ہم اب کاٹ رہے ہیں۔ یہ وقت نہیں اب حرف وفا یا جفا یاد دلانے کا۔ یہ وقت ماتم کی گھڑی ہے۔ آگے بڑھنا ہے۔اپنی سوچ میں ایک جامع وتعمیری تبدیلی لانی ہے، کیونکہ ہمارا دشمن ہمارے لاشعور میں رہتا ہے......

سندھ میں اسلام صوفی ولی لائے۔ وہ لوگوں میں گھل مل گئے ان میں ان جیسے ہو گئے اور اس طرح محبت کی معرفت اسلام کا پرچار کیا۔ یہ وہ طریقت تھی جس کی بنیاد مولانا جلال الدین رومی نے ڈالی تھی۔

دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس ملک میں سیکولر لفظ کی غلط تشریح کی جاتی ہے۔ جمعیت علماء اسلام خود ہندوستان میں پاکستان بننے سے پہلے سیکولر ہندوستان کی بات کرتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں جمعیت علما اسلام آج بھی سیکولرزم کی بات کرتی ہے۔مولانا بھاشانی جیسا شخص جو پانچ وقت نماز پڑھتا تھا، متقی و پرہیزگار تھا وہ اپنے آپ کو سیکولر کہلاتا تھا۔ مولانا ابوالکلام آزاد تو تھے ہی۔ حسرت موہانی کیوں بھلائے گئے؟

اس ملک کو واپس قائداعظم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہوگا۔ وہ قائداعظم جو سیاسی طور پر پہلے بڑے کانگریسی تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بدظن ہوئے اور مسلمان کے لئے علیحدہ وطن مانگا۔ آج بھارت میں مسلمانوں کی ابتر صورت حال ہے، جس شدید

مفلسی میں کچی بستیوں میں ان کی بہت بڑی اکثریت رہتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے یہاں عیسائیوں کی حالت ہے۔اس طرح سے وہ ہمیں ناکام ریاست دکھانا چاہتے ہیں تا کہ اقلیت کے ساتھ ان کا کیا ہوا حال چھپا رہے۔اور دنیا ہمیں ہی کم تر ٹھہراتی رہے۔اس کے لئے ہمیں کوئی دشمن پالنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے اندر ہی اب ایسے لوگ رہتے ہیں۔دشمن سے لڑنا آسان ہوتا ہے۔مگر جب دوست کا نقاب اوڑھ کے دشمن بیٹھ جائے اس سے لڑنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔

مسلمان صرف ایک فرقے کے لوگ نہیں بلکہ تمام فرقے جس کو ہمارے آئین میں مانا گیا ہے وہ مسلمان ہیں۔ہمیں اپنے آئین کے دائرے میں رہنا ہے۔ہمارے آئین کا آرٹیکل 20 سب کچھ دیتا ہے جو ہندوستان کے آئین کا آرٹیکل 25 دیتا ہے۔ ضرورت اس حوالے سے کورٹ کی تشریح کی ہے۔ ضرورت آئین میں ترامیم کی بھی ہے تا کہ جو بگاڑ ضیاء الحق نے اس کا کیا ہے جس سے ابہام پیدا ہوتا ہے وہ ختم کیا جائے۔ضرورت ریاست اور مذہب کو الگ کرنے کی ہے تا کہ ریاست کو ایک آنکھ سے دیکھ سکے۔اداروں کو یہ کار منصبی یقینی بنانا ہوگا۔

(روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد 26 ستمبر 2013ء)

مطالبہ پاکستان

ایاز امیر اپنے کالم ’’حماقتیں اور مزید حماقتیں‘‘ میں مطالبہ پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قرارداد پاکستان پیش کرتے ہوئے کیا مسٹر جناح نے خاکسار تحریک، جمعیت علمائے ہند اور جماعت اسلامی سے مشورہ کیا تھا؟ ہرگز نہیں، یہ مسلم لیگ کا فیصلہ تھا اور انہوں نے اسے عوام کے سامنے رکھا۔ قائداعظم نے جو بھی مشاورت کی وہ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے رہنماؤں سے کی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ برصغیر کے تمام مسلمان پاکستان کے مطالبے کی حمایت نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے تو اس تصور کی شدید مخالفت کرتے تھے لیکن مسٹر جناح اور مسلم لیگ نے وہی راستہ اختیار کیا جو ان کے نزدیک مسلمانوں کے لئے سودمند تھا۔اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو اس مطالبے کے حق میں متحرک کیا۔ پہلے 1940ء میں فیصلہ کرلیا گیا، اس کے بعد قیام پاکستان کے لئے عوام کو تحریک دی گئی پھر مشاورت کی نوبت نہیں آئی یہاں تک 1946ء کے انتخابات میں عوام نے فیصلہ سنادیا۔

(روزنامہ جنگ 11 ستمبر 2013ء صفحہ 11)

عذاب کی صورتیں

محمد اظہار الحق نے پاکستان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا۔

اس عجیب وغریب ملک میں جہاں کے عوام یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں اور ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتے ہیں، خدا کے عذاب کا کوڑا سرسرا کر، ہوا میں چمک کر، فضا میں بلند ہوکر، عوام پر یوں پڑتا ہے کہ کھال کٹ کٹ جاتی ہے، گوشت پھٹ جاتا ہے، ہڈیاں نظر آنے لگتی ہیں اور خون فوارے کی طرح ابلنے لگتا ہے۔لوگوں پر بددیانت حکمران لالچی مولوی، فتویٰ فروش عالم، بے ضمیر بیوروکریٹ اور کروڑوں اربوں میں کھیلنے والے اینکر پرسن مسلط ہو جاتے ہیں اور قوم کو جدھر چاہیں ہانک کرلے جاتے ہیں۔

عذاب کی بھی کیا کیا صورتیں ہیں!!

(روزنامہ دنیا فیصل آباد 13 ستمبر 2013ء)

غلط الزام لگانے کو بھی سزا ملنی چاہیے

مظہر برلاس اپنے کالم ’’ذرا مختلف باتیں‘‘ میں پاکستان میں بسنے والے اقلیتوں کی حب الوطنی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ابھی تصویر کا ایک اور رخ پیش کرتا ہوں۔ پاکستان میں بہت سی اقلیتیں بستی ہیں، ان میں خاص طور پر عیسائی، ہندو، پارسی اور سکھ قابل ذکر ہیں مگر آپ سوچیں کہ ان اقلیتوں نے کبھی فساد برپا نہیں کیا، کبھی دہشت گردی نہیں بلکہ ملک کی خدمت کی ہے، کبھی غداری نہیں کی بلکہ حب الوطنی کا مظاہرہ کیا ہے مگر یہ بھی سوچیں کہ پاکستان میں فساد اور دہشت گردی نام نہاد مسلمانوں نے برپا کر رکھی ہے۔ انہوں نے پاکستان کا امن برباد کیا ہوا ہے، سرکاری عمارات کو نقصان پہنچانا ان کا شیوہ ہے۔انہوں نے قائداعظم کی آرام گاہ کو بھی نہیں بخشا۔ وہ نام نہاد اقلیتوں پر بھی حملہ آور ہوتے ہیں۔لیکن شاباش اس ملک کی اقلیتوں کو کہ وہ اپنے ملک میں فساد برپا کرنے والوں میں شامل نہ ہوئے۔ ان کی حب الوطنی سلامت رہی۔

میری جان محمد ﷺ پر قربان مگر توہین رسالت کے قانون کو بھی ذاتی دشمنیوں کی خاطر استعمال کیا گیا یہ سراسر غلط ہے۔الزام لگانے والوں کو بھی سزا ملنی چاہئے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 5 ستمبر 2013ء)

انتہا پسندی اور عہد جدید سے مزاحمت

ریاض محمد خان کی کتاب ’’افغانستان اور پاکستان تصادم انتہا پسندی اور عہد جدید سے مزاحمت‘‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے جاوید حفیظ نے زیرعنوان کتب کی دنیا میں لکھا۔

مصنف نے بڑی صراحت سے بیان کیا ہے کہ پاکستان کس طرح فکری ابہام کا شکار رہا، جو راستہ سرسید احمد خان سے لے کر قائداعظم تک ہمارے رہنماؤں نے متعین کیا تھا۔اس سے انحراف ہمیں بہت ہی مہنگا پڑا۔ مصنف کے نزدیک روشن خیالی اور جدیدیت، اسلام سے قطعاً متصادم نہیں۔ ترقی کے لئے سائنس سوچ اور جدید علوم کا حصول ازبس ضروری ہے۔ایک ترقی پذیر معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں قانون کی بالادستی اظہار رائے کی آزادی اور Pluralism کے بنیادی اصول رائج ہوں۔مخالف رائے کو سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ ہو، مختلف مذہبی اور مسلکی خیالات اور عقائد باہمی احترام کی فضا میں ساتھ ساتھ چلیں۔ تعلیمی ادارے خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرم عمل رہیں۔اس سوچ سے برعکس وہ راستہ ہے، جس میں عدم برداشت قومی فکر کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہ وہ غلط راستہ ہے، جو ہم نے تین عشروں سے اپنایا ہوا ہے۔اس صورت میں لوگ اپنے اپنے افکار دوسرے پر تشدد کر کے مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ مصنف نے یہ بات کمال صراحت سے کی ہے۔مثلاً انہوں نے لگی لپٹی کے بغیر یہ کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے شرعی قوانین عجلت میں بنائے جن سے کئی داخلی اور خارجی مسائل پیدا ہوئے۔ تمام دنیا میں پاکستان کا منفی تصور نمایاں ہوا۔اسی طرح سے مصنف نے جنرل مشرف کی نائن الیون کے بعد کی پالیسی کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ہے۔

(روزنامہ دنیا 25 ستمبر 2013ء)

شاطر دشمن

سکندر خاں بلوچ اپنے کالم شاطر دشمن میں لکھتے ہیں۔

میں نے میجر صاحب سے سوال کیا۔’’یہاں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں اور سکھوں سے زیادہ ہے لیکن ان کا ایک ہی مندر ہے۔سکھوں کے چار گردوارے ہیں اور مسلمانوں کی پانچ مساجد۔اس کی کیا وجہ ہے؟‘‘ میجر صاحب نے بڑا دلچسپ جواب دیا’’سکھ اور مسلمان دونوں مارشل قوتیں ہیں پھر فرق تو ہوگا۔‘‘

اصل بات جس کی طرف قارئین کی توجہ دلانا مقصود ہے وہ ایک سردار صاحب کا قصہ ہے۔ایک بڑے پڑھے لکھے سردار نے طنزاً کہا’’ ویسے تو تم موسلے ہمارا مذاق اڑاتے ہو لیکن تم لوگ تو ہم سرداروں سے بھی گئے گزرے ہو۔تفصیل اس نے یوں بتائی کہ تقسیم ہند سے پہلے ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کا ایک گاؤں تھا۔ یہ 1946ء کا واقعہ ہے وہاں مسلمانوں نے چندہ وغیرہ اکٹھا کر کے ایک ہائی سکول بنانے کا فیصلہ کیا۔عمارت کی تعمیر شروع ہوگئی۔ آدھی سے زیادہ تعمیر ہوگئی تو ادھر سے پنڈت جواہر لعل نہرو کا گزر ہوا۔ بلڈنگ کے باہر اسلامیہ ہائی سکول کا بورڈ لگا تھا۔نہرو نے یہ بورڈ پڑھ کر کار رکوا لی۔ پوچھنے پر لوگوں نے بتایا کہ مسلمان ہائی سکول بنا رہے ہیں۔ یہ سن کر نہرو بڑا پریشان ہوا کہ مسلمان اور ہائی سکول؟ ناممکن! اپنے اے ڈی سی کو کہا نوٹ کرلو واپس پہنچ کر مجھے یاد دلانا میں ان کا بندوبست کروں گا۔ بات ختم ہوگئی۔نہرو نے اس علاقے میں ایک جلسہ کرنا تھا وہ کیا۔

مسلمانوں کی تعریف کی کہ سکول بنا رہے ہیں۔ امداد کا وعدہ کیا اور چلا گیا۔

ایک ہفتے بعد وہاں ایک مولوی صاحب آئے جس نے بتایا کہ پنڈت صاحب نے انہیں بھیجا ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کے بچوں کو اسلامی تعلیم دی جائے اور ساتھ ہی امامت کے فرائض بھی پورے کئے جائیں جس سے سب مسلمان بہت خوش ہوئے۔مولوی صاحب نے اپنا کام شروع کر دیا۔ چند ماہ بعد وہاں شیعہ سنی فسادات ہو گئے۔سکول کی تعمیر روک کر علیحدہ علیحدہ مساجد بنانے کا پروگرام بن گیا۔ پھر مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنا مسلمان بچوں کے لئے کفر ہے۔ انہیں صرف دینی تعلیم پر زور دینا چاہئے۔لہٰذا سکول کی تعمیر رک گئی۔عین ممکن تھا کہ یہ لوگ آپس میں لڑلڑ کر ایک دوسرے کا نقصان کرتے لیکن ہندوستان تقسیم ہوگیا اور یہ لوگ پاکستان آ گئے۔ بعد میں یہ سکول ہم سکھوں نے مکمل کیا اور اب یہ گرو گوبند سنگھ خالصہ کالج ہے۔

معزز قارئین یہ ایک سچا واقعہ ہے جو ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ آج جس طرح ہم فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں وہ یقیناً کسی مہذب قوم اور مہذب معاشرے کو زیب نہیں دیتا نہ ہی یہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ اسلام کو اسلام ہی کے ذریعے ہی ختم کیا جا رہا ہے۔ پاکستان پاکستانیوں ہی کے ہاتھوں تباہ ہو رہا ہے۔اگر اب بھی ہم نہ سمجھے تو ہم سے زیادہ بدقسمت قوم اور کوئی نہ ہوگی۔

(نوائے وقت 19 ستمبر 2013ء)

ضیاء الحق کی اسلام پسندی

محمد اظہار الحق اپنے کالم لاکھ نادان ہوئے کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے؟ میں لکھتے ہیں۔

پاکستان کی جدید صحافت میں ایسی بیمار اور پست ذہنیت کا مظاہرہ شاید ہی اس سے پہلے ہوا ہو۔ بلیک میلنگ کی یہ روایت بھی ضیاء الحق ہی نے ڈالی تھی۔ ریفرنڈم میں پوچھا یہ گیا تھا کہ کیا آپ اسلامی نظام کے حامی ہیں؟ اگر جواب ہاں میں تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ضیاء الحق مزید پانچ سال کیلئے حکومت کریں گے۔ یہی انداز اس معاصر نے بھی اپنایا ہے کہ آپ طالبان سے مذاکرات کے حامی نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ شرابی ہیں، قادیانیوں کے حامی ہیں اور ڈالر کھا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر لاکھوں کروڑوں پاکستانی مذاکرات کے حامی ہیں تو لاکھوں کروڑوں ہی مخالف بھی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مذاکرات کے حامی کل کے بدلے ہوئے حالات میں مخالف ہو جائیں اور مخالفت کرنے والے حمایت کرنے لگ جائیں۔

بھارت کا معروف ایکٹر شتروگھن سنہا، جو پاکستان کی بدترین دشمن ’’بی جے پی‘‘ کا کارکن ہے، ضیاء الحق کا اتنا گہرا دوست تھا کہ آج بھی اس خاندان کی تقاریب میں شامل ہونے کے لئے بھارت سے خصوصی طور پر آتا ہے۔ وہ کئی کئی دن ایوان صدر میں ٹھہرتا تھا۔ ضیاء الحق کے بجائے اگر کوئی اور ایسا کرتا تو اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار اس پر فتووں کی بارش کر دیتے۔ حرم کعبہ میں نوے دن

کے اندر اندر انتخابات کرانے کا عہد بھی قوم کو نہیں بھولا۔ہائے مومن کہاں یاد آ گیا۔

ناصحا! دل میں تُو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ ناداں ہوئے، کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے

(روزنامہ دنیا فیصل آباد 14 ستمبر 2013ء)

دنیا کی بدترین قوم

ڈاکٹر عبدالقدیر خان زیرعنوان کردار و اطوار آداب علم الاخلاق میں لکھتے ہیں۔

آج کل اس اسلامی ملک میں کردار وطوار، آداب اور علم اخلاق کا فقدان ہے۔ہم مسلمان ہوکر اور کلام الٰہی اور احادیث نبویؐ کے ہوتے ہوئے بھی کیوں اس قدر گمراہ ہوگئے کہ نہ ہی اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی اور نہ معاشرہ میں بری باتوں سے گزیر کرتے ہیں ۔ ہم مسلمان اس وقت دنیا کی بدترین قوموں میں شمار ہونے لگے ہیں۔

(روزنامہ جنگ 4 نومبر 2013ء)

تنگ نظری

عرفان حسین زیرعنوان تنگ نظری میں پاکستانی معاشرہ کی حالت یوں بیان کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک مخصوص ذہنیت اسلام کا چہرہ داغ دار کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں مذہب کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔کیا یہ مذہب کی توہین کے زمرے میں نہیں آتا؟ اگرچہ پاکستان میں بظاہر جمہوری حکومت ہے لیکن عملاً تمام شہریوں کو یکساں حقوق حاصل نہیں ہیں۔اس کے ساتھ کم درجے کے شہریوں والا سلوک کیا جاتا ہے۔ طالبان کی طرف سے پشاور میں چرچ پر ہونے والے حملے، جس میں 80 کے قریب شہری ہلاک ہوئے ، ملک میں پھیلی ہوئی انارکی اور انتہاپسندی کی ایک مثال ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام اسلامی دنیا میں عیسائیوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ مصر میں قبطی عیسائیوں کے چرچوں پر حملے کئے جاتے ہیں۔ان حملوں میں سینکڑوں عیسائی باشندے ہلاک ہو چکے ہیں۔شام میں ہونے والی خانہ جنگی میں مخالف نظریات رکھنے والوں کو چن چن کر ہلاک کیا جارہا ہے۔عراق سے لاکھوں عیسائیوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ان تمام مثالوں سے ایک حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہم دنیا کے ساتھ چلنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے کوئی اور دنیا نہیں، ہم اسی دنیا میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم تنگ نظری کو عقیدے کا درجہ دے کر دنیا کے سامنے خود کو مذاق بنا لیتے ہیں۔ہم جتنا چاہے زور دے کر کہتے رہیں کہ اسلام ایک روشن خیال ، مصلحت بین ، انسان دوست اور سلامتی کا مذہب ہے، باقی دنیا ہمارے افعال دیکھ کر ان باتوں کے برعکس سمجھتی ہے۔

(روزنامہ دنیا فیصل آباد 4 نومبر 2013ء)

قول وفعل کا تضاد

روزنامہ نوائے وقت کے معروف کالم نگار ڈاکٹر علی اکبر الازہری زیرعنوان ''چھت کے بغیر عمارت کے مکین'' لکھتے ہیں۔

ویسے تو ہر شعبہ زندگی میں اخلاقیات کا فقدان نظر آتا ہے لیکن ان لوگوں کے معاملات دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے جو مذہبی پیشوائیت اور رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

مذہبی شخصیات میں قول وفعل کا تضاد نفرت و حقارت، فرقہ پرستی کا فروغ اور اب انتہاء پسندی کے نتیجے میں عروج پر پہنچی ہوئی دہشت گردی اسی فکری انتشار اور اخلاقی فقدان کا نتیجہ ہے۔علماء اور مشائخ ہماری مسلم سوسائٹی میں دین کی علامت کے طور پر پہچانے جاتے ہیں اسی نسبت سے لوگ انہیں احترام اور عزت دیتے ہیں مگر کتنی تعجب کی بات ہے کہ صبح و شام قرآن وحدیث کی تعلیمات کا درس دینے والے اور دین کی خدمت میں اپنی زندگیاں وقف کر دینے والے بزرگوں کی گدیوں پر بیٹھے ہوئے ان حضرات کی اکثریت پیغمبر اسلام کے اسوہ حسنہ اور خلق عظیم سے محروم ہے۔ ہمارے نبی اکرمؐ نے دشمنوں کو گلے لگایا، ہمارے علماء اپنوں کو دین سے باہر نکالنے پر کمربستہ ہیں۔پیغمبر اسلام نے کئی کئی روز تک مدینہ میں حاکم ریاست ہونے کے باوجود فاقے کئے، چند کھجوریں اور جو کی روٹی کے چند نوالے بھی میسر آئے تو اپنے جاں نثاروں میں تقسیم کر دیئے مگر ہمارے کتنے روحانی خانوادے اور دینی قائدین ہیں جو خود تو پُرتکلف اور پُرتعیش زندگی گزارتے ہیں لیکن ان کے اردگرد ان کے حلقہ ہائے ارادت میں مسلمان بھوک اور افلاس سے دم توڑ رہے ہیں۔ ہمارے بعض ناسمجھ علماء کے منفی رویوں ، دوسروں سے نفرت اور بے جا فتویٰ بازی سے معاشرتی توازن بگڑ چکا ہے۔نوجوان دین سے بیزار ہورہے ہیں اور اغیار ہماری ہنسی اڑا رہے ہیں مگر ان مذہبی حضرات نے کبھی اپنی غلطی تسلیم نہیں کی بلکہ تمام برائیوں کی جڑ اپنے فریق مخالف کو گرداننا روزمرہ کا وطیرہ بن چکا ہے۔کیا یہی حضورؐ کے ''خلق عظیم'' کی اتباع ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عوام ہوں یا خواص ، قائدین ہوں یا کارکنان حکمران ہوں یا رعایا علماء و مشائخ ہوں یا ان کے ارادت مندان میں سے ہر ایک نے دین اسلام کو من پسند صورت دے دی ہے۔

اپنے اپنے حصے کو ہر کوئی مکمل اور اعلیٰ قرار دینے پر تلا ہوا ہے۔دین اسلام ایک ایسی عمارت کی طرح ہے **جس کی بنیادیں عقائد صحیحہ اس کے ستون ارکان اسلام، اس کی تزئین و آرائش مستجاب ونوافل اور اس کی چھت اخلاق حسنہ ہیں۔** جن کی تکمیل حضور نے اپنا مقصد بعثت قرار دیا۔جس طرح ایک عمارت چھت کے بغیر غیر محفوظ نامکمل اور ادھوری ہے بیرونی حملوں اور موسمی اثرات سے بچاؤ ناممکن ہے اسی طرح نماز روزہ حج زکوٰۃ سب اس کے ستون ہیں، مگر اس کی چھت مسلمانوں کا باہمی تعلق اور عمومی حسن خلق سے مل کر مکمل ہوتی ہے۔آج مسلمانوں کے پاس علم عمل کسی حد تک اخلاص اور اہلیت بھی ہے لیکن ایک دوسرے کو برداشت کرنا ساتھ لے کر چلنا یا اختلاف رائے کا حق دینا ممکن نہیں رہا۔ ہم بین المذاہب مکالمے کے لئے تیار رہتے ہیں مگر بین المسالک گفت وشنید مل بیٹھ کر اعتدال وتوازن کی راہیں تلاش کرنا ہمارے علماء کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہو چکا ہے۔ہم داعی توحید بھی ہیں، محبت رسولؐ کے دعویدار بھی ہیں نمازوں کی پابندی بھی کرتے ہیں اور جہادی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے ہیں مگر ہماری زندگیاں اسوۂ حسنہ کی سب سے نمایاں خوبی سے کلیتاً خالی ہیں ۔ ہم دوسروں کو اعلیٰ مقام دینے کی اخلاقی جرأت تو کیا اسے برابر کی حیثیت دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔سوالیہ یہ ہے کہ اسلام کی عمارت کے ستون اور دیواریں تو ہیں مگر اس کی چھت قائم نہیں اور ہم چھت کے بغیر عمارت کے مکین ہیں۔

(نوائے وقت لاہور 6/اگست 2013ء)

پاکستان احمدیوں کے رہنے کا ملک نہیں

گل مینا بلال اپنے کالم خیالات میں لکھتی ہیں۔

اپنے عقائد سے قطع نظر احمدیوں کو اپنی ذاتی زندگیاں گزارنے اور ریاست کا شہری ہونے کا حق حاصل ہے اور اگر منطقی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہ حقوق انہیں اسی آئین نے عطا کئے ہیں جس نے انہیں اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے کا حق چھینا ہے۔ کچھ لوگ اسے تشدد قرار دیتے ہیں بعض سماجی تنہائی لیکن میں اسے چھانٹی کرنا کہتی ہوں ایک کمیونٹی جس کا قتل عام اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اب وہ اپنے گھروں میں بھی خود کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ جنہوں نے اس قتل عام کی قانونی اجازت دی۔اپنے عقائد سے قطع نظر احمدیوں کو اپنی ذاتی زندگیاں گزارنے اور ریاست کا شہری ہونے کا حق حاصل ہے اور اگر منطقی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہ حقوق انہیں اسی آئین نے عطاء کئے ہیں جس نے انہیں اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے کا حق چھینا ہے۔انہیں تعلیم حاصل کرنے ، سیاست، سماجی معاملات اور تقریبات میں حصہ لینے اور اپنے کاروبار وغیرہ کا برابری کا حق حاصل ہے۔ مگر پاکستان میں ایسا کچھ نہیں ہوتا ۔ احمدیوں کو دبانے کا تازہ ترین واقعہ تب پیش آیا جب مئی 2013ء کے عام انتخابات سے قبل ان کے لئے الگ ووٹر لسٹوں کا اجراء کیا گیا۔ اس سے احمدی برادری عام انتخابات سے الگ تھلگ ہوگئی ۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں بھی عام پاکستانیوں کی طرح اپنے عقائد سے قطع نظر ووٹ ڈالنے کا حق حاصل ہے۔ اگر پاکستان میں دیگر اقلیتوں کے لئے الگ ووٹر لسٹیں نہیں ہیں تو احمدیوں کے لئے بھی الگ ووٹر لسٹیں نہیں ہونی چاہئیں ۔ تاہم الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ان تحفظات پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ ہمارے معاشرے میں احمدیوں سے نفرت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ حکومتی نمائندے اور ادارے بھی احمدیوں کا ساتھ دینے سے جان چھڑاتے ہیں۔الیکشن کمیشن نے خیبر پختونخواہ کے دو حلقوں میں صرف اسی بنیاد پر دوبارہ الیکشن کا اعلان کیا کہ ان میں خواتین نے حصہ نہیں لیا تھا۔ان حلقوں کی خواتین نے دوبارہ الیکشن کا مطالبہ بھی نہیں کیا تھا مگر الیکشن کمیشن نے اس بنیاد پر یہ فیصلہ کیا کہ یہ انتخابات میں خواتین کی شمولیت کو یقینی بنانے کی ایک مثال ہوگی لیکن احمدیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا جیسے کہ ان کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ یہ یقیناً قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان نہیں ہے جہاں اقلیتیں بھی مسلمانوں کی طرح آزاد تھیں ۔ جناح مذہبی حکومت کے خلاف تھے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ علماء کا کام صرف لوگوں کو مذہبی رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

تاہم جناح کی موت کے بعد سب کچھ الٹ ہو گیا **محمد ظفراللہ خان ایک منفرد قانونی ماہر، جناح کے قریبی ساتھی اور وہ شخص تھے جنہوں نے قرارداد پاکستان** تیار کی وہ ایک احمدی تھے مگر جناحؒ کو ان کے مذہبی عقائد سے کوئی سروکار نہ تھا۔انہیں پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ۔ انہوں نے ہیگ میں عالمی عدالت انصاف میں ایک جج کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں ۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام ایک اور منفرد احمدی ہیں وہ نوبیل انعام جیتنے والے واحد پاکستانی ہیں ۔انہیں نہ صرف پاکستانیوں نے بلکہ پاکستان نے ہی نہیں اپنایا۔حقیقت میں قیام پاکستان کے ابتدائی دنوں اور قیام پاکستان سے بھی پہلے کئی اہم پوزیشنیں احمدیوں کے پاس تھیں اور اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ تعلیم یافتہ تھے اور پاکستان کے لئے لڑنے کی صلاحیت رکھتے۔مگر ریاست نے ہمارے نام نہاد علماء کے کہنے پر ان سے شہریت کا حق چھین لیا۔یہی لوگ تھے جو قائداعظم کو کافر اعظم کہتے تھے اور قیام پاکستان کے مخالف تھے لیکن بعد میں وہ ریاست اور اس کے مذہب کے نگران بن بیٹھے۔ صرف چند روز قبل 8 ستمبر 2013ء کو پاکستان بھر میں ایک سالانہ دن منایا گیا۔ یہ دن احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی دوسری ترمیم کے 39 برس پورے ہونے پر منایا گیا۔اس موقع پر پاکستان کے ایک مشہور مذہبی رہنما کی طرف سے شرمناک اور نفرت سے بھرپور بیانات جاری کئے گئے۔ کچھ نے احمدیوں کے سماجی اور معاشی بائیکاٹ کا مطالبہ کیا کچھ نے ان کی سرگرمیوں کو مشکوک قرار دیا اور ان کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ٹی وی کی ایک مشہور شخصیت ڈاکٹر عامر لیاقت حسین جن کے اپنے پروگرام میں شرکاء کے متعلق نازیبا کلمات کے ویڈیو کلپ نے ان کی شخصیت پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے بھی احمدیوں کے خلاف پیش پیش تھے۔انہوں نے مسلم برادری سے کہا کہ وہ مذہب کی توہین کے قوانین کی حمایت میں متحد ہو جائے ایک اور مشہور مذہبی شخصیت نے احمدیوں کو ''مغرب کے پٹھو'' قرار دیا جب کہ ایک ''پیر صاحب'' نے احمدیوں کو جلاوطن کرنے کا مطالبہ کیا۔ ان بیانات سے واضح ہے کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔احمدی نہ صرف اپنے پاکستانیوں بھائیوں کے ہاتھوں مظالم کا نشانہ بن رہے ہیں بلکہ ریاست بھی انہیں مظالم کا نشانہ بنا رہی ہے اور یہ کڑوا سچ ہے۔شاید یہ ملک احمدیوں کیلئے ہے ہی نہیں۔

(روزنامہ مشرق 15 ستمبر 2013ء)

(مرسلہ: قمرالزمان مرزا)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

(1)

16واں سالانہ اجتماع

(مجلس انصاراللہ ضلع عمرکوٹ)

مکرم عبدالمجید زاہد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع عمرکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ ضلع عمرکوٹ کو 16واں سالانہ اجتماع 2014ء مجلس کنری میں مورخہ 7 مارچ 2014ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ صبح ساڑھے نو بجے خاکسار نے تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد باقاعدہ اجتماع کا افتتاح کیا۔ دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم آصف طاہر صاحب مربی سلسلہ ضلع عمرکوٹ نے کی اس اجلاس میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اجلاس کے آخر میں مربی صاحب ضلع نے تقریر کی۔ اس کے بعد دوڑ سو گز، لانگ جمپ، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی کے انفرادی اور اجتماعی ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ دوپہر ایک بجے اختتامی اجلاس محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت، نظم اور عہد کے بعد خاکسار نے ضلع کی کارگزاری کی رپورٹ پیش کی۔ صدر محترم نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب کیا۔ اور ضلع کا جائزہ پیش کرتے ہوئے آپ نے عہدیداروں کو اپنا نمونہ پیش کرنے کی تلقین کی۔ دو بجے اجتماع اختتام پذیر ہوا اس کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع میں سو فیصد مجالس (23 مجالس) کے انصار نے نمائندگی کی۔ اور ٹوٹل حاضری 250 رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین

ولادت

مکرم شیخ محمد یوسف قمر صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع قصور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے مکرم خرم نعیم صاحب جوہر ٹاؤن لاہور کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے شادی کے ساڑھے چھ سال بعد مورخہ 17 فروری 2014ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام نوشیروان ساجد تجویز ہوا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کو وقف نو کی تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولود مکرم شیخ ساجد نعیم صاحب شہید ماڈل ٹاؤن لاہور کا پوتا اور مکرم عبدالمجید درویش صاحب گوجرانوالہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ نومولود کو نیک، خادم دین، والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین

نیلامی سامان

دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں ناکارہ سامان کی نیلامی مورخہ 5 مئی 2014ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے ویئر ہاؤس دارالنصر وسطی ربوہ میں ہوگی خواہشمند حضرات استفادہ فرمائیں۔ نیلامی کی رقم موقع پر دینا ہوگی۔

سامان نیلامی

کرسیاں، لکڑی، گیزر، بیٹریاں، سکریپ لوہا، پلاسٹک متفرق سامان، پرانی کھڑکیاں، دروازے، واٹر کولر، متفرق سامان بجلی ایگزاسٹ فین وغیرہ۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

دارالصناعة میں داخلہ

دارالصناعة ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں درج ذیل ٹریڈز میں داخلے جاری ہیں۔

مارننگ سیشن

1۔ ریفریجریشن وایئر کنڈیشننگ
2۔ وڈورک (کارپینٹر)

ایوننگ سیشن

1۔ کمپیوٹر ہارڈویئر اینڈ نیٹ ورکنگ
2۔ پلمبنگ
3۔ آٹو الیکٹریشن

تمام کورسز کا دورانیہ 4 سے 6 ماہ ہے۔

داخلہ فارم کے حصول و دیگر معلومات کیلئے دفتر دارالصناعة ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 35/1 دارالفضل غربی ربوہ نزد چونگی نمبر 3 فون نمبر پر رابطہ کریں 0336-7064603 047-6211065

☆ نئی کلاسز کا آغاز مئی 2014ء سے ہوگا۔ داخلہ کے خواہشمند جلد رابطہ کریں۔

☆ بیرون ربوہ طلباء کیلئے ہوسٹل کا انتظام موجود ہے۔

☆ والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو باہنر بنانے اور بہتر مستقبل کے لئے ادارہ میں داخل کروائیں۔

بیرون ملک جانے والے افراد ہنرمند بن کر جائیں تاکہ بہتر روزگار حاصل کرسکیں۔

(نگران دارالصناعة ربوہ)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

نکاح فارم ایک اہم دستاویز ہے

(اس کو انتہائی احتیاط سے پر کریں)

نکاح فارم نہایت اہم دستاویز ہے۔ اس کو انتہائی احتیاط سے پُر کرنا چاہئے۔ کسی سرکاری دفتر میں ایسا کام ہو جہاں ازدواجی حیثیت کو ظاہر کرنا ہو جیسے شناختی کارڈ بنواتے ہوئے یا کسی ایمبیسی کا کیس ہو اسی نکاح فارم کی ضرورت پڑتی ہے۔ جہاں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کو پُر کریں۔ اگر نکاح فارم پُر کرتے ہوئے درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

(1) ہدایات کا وہ صفحہ جو ہر نکاح فارم کی کاپی کے ساتھ لگا ہوتا ہے اچھی طرح پڑھ لیا جائے اور اس میں لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق فارم پُر کیا جائے تو کئی قسم کی دقتوں سے بچا جاسکتا ہے۔

(2) لڑکے اور لڑکی کا نام لکھتے ہوئے تمام کوائف (نام/ولدیت/تاریخ پیدائش وغیرہ) برتھ سرٹیفکیٹ/شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق لکھے جائیں۔ خاص طور پر نام درست لکھا جائے۔

(3) تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے سرکاری کاغذات کو مدنظر رکھا جائے۔ جس کاغذ کی بنیاد پر آپ نے اپنے تمام سرکاری کاغذات تیار کئے ہیں یا کروانے ہیں اسی کے مطابق نکاح فارموں پر تاریخ پیدائش لکھی جائے۔

(4) تحریر صاف اور خوشخط ہو۔ کالی سیاہی استعمال کی جائے۔ کٹنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بلینکو وغیرہ یا مٹانے کے لئے کوئی ایسی چیز استعمال کی جائے جس سے فارم مشکوک ہوتا ہو۔ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو بہتر ہے کہ نکاح سے قبل سارا نکاح فارم دوبارہ پر کر لیا جائے۔ تھوڑی سی دیر آپ کو بڑی پریشانی سے بچا سکتی ہے۔

(5) نکاح کے بعد فارم پر کسی غلطی کی صورت میں قطعاً اس پر کوئی کسی بھی قسم کی تبدیلی ازخود نہ کریں بلکہ نظارت سے رجوع کریں اور باقاعدہ درخواست دے کر طریقہ کار کے مطابق اس پر تبدیلی کروائیں۔ اگر آپ نے خود نکاح فارموں پر تبدیلی کر لی اور اس کو کسی جگہ پیش کر دیا۔ جب اس نکاح فارم کی تصدیق دفتر سے کی جائے گی تو دفتر اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ جس کی وجہ سے آپ کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا پھر اس معاملے میں دفتر بھی آپ سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا۔

ان تمام پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ نکاح فارم کو پر کرتے ہوئے انتہائی احتیاط کی جائے اور تمام کوائف سرکاری کاغذات کے مطابق لکھے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اعلان نکاح سے مناسب وقت پہلے نکاح فارم مکمل کر لیا جائے تاکہ تمام ضروری کاغذات کو دیکھا جاسکے۔ اگر کوئی کمی یا خامی پائی جائے تو درستی کے لئے وقت کی گنجائش ہو۔ اگر کسی معاملے میں کوئی دقت یا پریشانی ہو تو دفتر سے راہنمائی لینے میں بھی آسانی ہو۔ نظارت سے رابطے کے لئے نکاح فارموں پر ہی نظارت رشتہ ناطہ کا پوسٹل ایڈریس، فون نمبر اور فیکس نمبر لکھا ہوا ہے کسی بھی ذریعہ سے رابطہ کر کے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ)

IAAAE کا 32 واں سالانہ کنونشن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس وانجینئرز IAAAE کو اپنا 32 واں سالانہ کنونشن 12، 13 /اپریل 2014ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کے آڈیٹوریم میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ممبران کی کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا انتظام کیا گیا تھا۔ 12 /اپریل کو نمازِ مغرب وعشاء کے بعد مکرم شیخ حارث احمد صاحب چیئرمین ایسوسی ایشن کی صدارت میں پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔ اس پروگرام کے کنوینر آرکیٹیکٹ قاسم ابراہیم صاحب نے انجینئرز، آرکیٹیکٹس اور طلباء کو خوش آمدید کہا۔ اس حصہ میں لاہور کے انجینئرنگ کے 9 طلبہ اور طالبات نے اپنی presentations پیش کیں۔ مکرم رفیق مبارک میر صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید مہمانِ خصوصی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تمام شرکاء کو چائے اور ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ دوسرے سیشن کی صدارت مکرم قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقفِ نو تحریک جدید نے کی۔ اس میں میزبان آرکیٹیکٹ مدثر احمد صاحب تھے اور آرکیٹیکٹ رضوان اللہ صاحب، انجینئر رضا محمد انجم صاحب اور انجینئر مجد الدین مجد صاحب نے اپنی مفید اور معلوماتی presentations دیں۔ پروگرام کے آخر میں صدرِ پروگرام نے شرکاء کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ رات کو تمام شرکاء کو take away طعام دیا گیا۔

اگلے روز صبح ساڑھے 9 بجے پروگرام کا آغاز محترم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن نے فرمایا۔ راولپنڈی، اسلام آباد اور واہ ٹیکسلا چیپٹرز کے طلباء نے اپنی اپنی فیلڈز کی presentations دیں۔ انجینئر مدثر راجہ صاحب اور انجینئر احمد ذیشان صاحب کی دلچسپ تقاریر کے بعد صدر مجلس نے خطاب کیا۔ چائے کے وقفہ کے بعد مکرم مرزا فہیم احمد صاحب، انجینئر مجد الدین مجد صاحب اور آرکیٹیکٹ قاسم ابراہیم صاحب کی معلوماتی presentations کے بعد مین سیشن کی صدارت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے کی۔ چیئرمین صاحب کی سالانہ رپورٹ کے بعد انجینئر تنویر مجتبیٰ صاحب فنانس سیکرٹری نے فنانس رپورٹ اور سالانہ بجٹ ہاؤس میں پیش کیا جسے منظور کرلیا گیا۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے ممبران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اعزاز پانے والے ممبران کو شیلڈز سے نوازا اور اختتامی خطاب کیا۔ آخری سیشن کی صدارت انجینئر اعجاز منہاس صاحب نے کی اور انجینئر جلال صادق صاحب اور انجینئر شبیر حسین صاحب (نواحمدی) نے شرکاء سے اپنے تجربات اور کامیابیوں کا تذکرہ کیا۔ دعا کے بعد تمام شرکاء کے لئے بیوت الحمد پارک میں طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ گروپ فوٹو بھی ہوئے۔ اس کنونشن میں پاکستان کے 14 چیپٹرز سمیت بشمول کینیڈا، برطانیہ اور افریقہ کے 355 ممبران نے شرکت کی۔ پہلی دفعہ اس سارے پروگرام سے انٹرنیٹ پر live streaming کے ذریعہ تمام دنیا میں 260 سے زائد احباب نے استفادہ کیا۔

معلوماتی خبریں

جسم کی حرارت سے الیکٹرانک چارجنگ:

جنوبی کوریا کے سائنسدانوں نے جسم کی حرارت سے بجلی پیدا کرنے والا آلہ ایجاد کیا ہے۔ اسے ایک بریسلٹ پر لگا کر بجلی بنانے کا کامیاب تجربہ کرلیا گیا۔

ابتداء میں اس سے گھڑیاں چارج کرنے اور دیگر آلات چارج کرنے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن مستقبل میں یہ ٹیکنالوجی کاروں، فیکٹریوں، جہازوں اور دیگر مشینری جن سے ''تھرمل توانائی'' کا اخراج ہوتا ہے کے ساتھ بھی استعمال کی جاسکے گی۔

(روزنامہ پاکستان 14 /اپریل 2014ء)

سبز ٹماٹر کا گودا صحت کے لئے مفید: تحقیق کے مطابق سبز ٹماٹر کا گودا انسانی پٹھوں کی بڑھوتری اور مضبوطی کے لئے انتہائی مفید ہے۔ جبکہ اس کے استعمال سے پٹھوں کی مختلف بیماریوں سے بھی بچا جاسکتا ہے۔ طبی ماہرین نے کہا ہے کہ ورزش نہ کرنے والے افراد کے لئے سبز ٹماٹروں سے حاصل ہونے والا گودا کسی اکسیر سے کم نہیں ہوتا۔

(روزنامہ دنیا 12 /اپریل 2014ء)

چکوترے کے فوائد: ماہرین کا کہنا ہے کہ چکوترے (Grape Fruit) کا استعمال وزن کم کرنے اور ذیابیطس کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔ تحقیق کے مطابق چکوترے میں وٹامن، کیلشیم اور پوٹاشیم بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں، جو جسم کی انسولین کی مقدار کم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ چکوترے میں 90 فیصد پانی کی موجودگی بھوک کا احساس کم کرتی ہے اور ہر کھانے سے پہلے آدھا چکوترا کھانے سے ہر ہفتے وزن میں ایک پونڈ کی کمی ممکن ہے۔

(روزنامہ دنیا 12 /اپریل 2014ء)

مفید سفر: ماہرین طب نے روزمرہ سفر کے لئے ذاتی کار کو صحت کے لئے مضر قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ٹرین، بس، ٹرام یا سائیکل پر سفر کرنا ذاتی کار پر سفر کرنے کے مقابلے میں صحت کے لئے مفید ہے، جو لوگ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرتے ہیں وہ نہ صرف موٹاپے سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ ان کی صحت کا معیار کار میں سفر کرنے والوں سے دوگنا بہتر ہوتا ہے۔ یونیورسٹی آف پنسلوینیا کے ڈاکٹر جوہن میکڈونلڈ نے موٹاپے کی روک سے متعلق اپنی تحقیقی رپورٹ میں کہا ہے کہ موٹاپے کے علاج کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ ایک آسان، سستا اور مجرب نسخہ ثابت ہوتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 12 /اپریل 2014ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 2 مئی

طلوع فجر	3:53
طلوع آفتاب	5:20
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:51

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

2 مئی 2014ء

6:20 am	ناگویا میں استقبالیہ
8:10 am	ترجمۃ القرآن کلاس 23 /اپریل 1997ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:05 pm	حضور انور کا دورہ مشرق بعید
1:25 pm	راہ ہدیٰ
4:00 pm	دینی وفقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مئی 2014ء
11:30 pm	الحوار المباشر Live

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

نشاط۔ گل احمد۔ ڈیزائنرز، بوتیک اور چکن ولان کی بیشمار ورائٹی
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ 047-6213312

کسی بھی معمولی یا پیچیدہ خطرناک آپریشن سے پہلے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

FR-10

لوٹ سیل۔ سیل۔ سیل
لیڈیز وبچگانہ ورائٹی =/Rs 250
مردانہ ولیڈیز فینسی ورائٹی =/Rs 350
رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ

مکان برائے فروخت
ڈبل سٹوری 5 مرلہ مکان، دو ٹی وی لاؤنج، دو کچن
4 کمرے بمعہ 4 باتھ روم مکمل ٹائل اور ماربل فرش
واقع نصرت کالونی فیکٹری ایریا سلام
رابطہ: 0334-5290110

ضرورت ہے
(1) سیلز مین عمر 25 سے 35 سال اور تعلیم کم از کم میٹرک ہو
تاریخ انٹرویو مورخہ 19 مئی بروز سوموار 10 بجے صبح
خواہشمند حضرات اپنے صدر صاحب حلقہ یا امیر صاحب ضلع کی تصدیق کے ہمراہ رابطہ کریں۔
PH:04237932514,04237932515
میاں بھائی پٹہ کمانی میکر
گلی نمبر 5۔ الفرخ مارکیٹ جی ٹی روڈ
کوٹ شہاب الدین شاہدرہ لاہور

Skylite Institute of Information Technology
(Educating People For Future)
کمپیوٹر کورسز سکائی لائٹ انسٹیٹیوٹ کے زیرِ اہتمام کمپیوٹر شارٹ کورسز کا آغاز ہو چکا ہے
کمپیوٹر بیسکس دورانیہ 1 ماہ
مائیکروسافٹ آفس دورانیہ 2 ماہ
گرافکس ڈیزائننگ دورانیہ 2 ماہ
ویب ڈیویلپمنٹ دورانیہ 2 ماہ
آن لائن مارکیٹنگ دورانیہ 2 ماہ
کامیاب طلباء کے لئے Skylite Communications میں جاب کرنے کے شاندار موقع
4/14. 2nd Floor, Gole Bazar Rabwah, PH: 0476211002